خطبہ جمعہ

بعنوان

نفس میں استغناء پیدا کرنے کے اسباب

سلسلۃ منبر الحکمۃ

168

بتاریخ: 25 اکتوبر 2019

بمطابق: ٢٥ صفر ١٤٤١ ھج

به اهتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

﴿اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۞ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِي حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۞﴾

[الشوریٰ: 19، 20]

''اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ بہت قوت والا، سب پر غالب ہے۔ جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ ہی دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

اس مادی زندگی میں انسان مال کمانے کی مشین بن کر رہ گیا ہے۔ صبح سے شام تک اور شام سے رات بستر پر آ گرنے تک، بس ایک ہی فکر ستائے رکھتی ہے کہ کہاں سے کمانا ہے اور کہاں کہاں خرچ کرنا ہے۔ مال کمانے کے لیے بھی انسان طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر چند دِنوں کے اندر ہی اپنی خواہشات کے حسیں خواب کو تعبیر کا جامہ پہنانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ وہ اس راستے پر کہ جس کا کوئی اختتام نہیں، ایسا سرپٹ دوڑتا رہتا ہے کہ اسی وقت بریک لگتی ہے جب آگے قبر کا گڑھا آ جاتا ہے اور وہ اس میں گر جاتا ہے۔ پھر پشیمانی کا آسمان ٹوٹ پڑتا ہے اور اسے تب احساس ہوتا ہے کہ جو مقصد اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا تھا، وہ تو میں نے حاصل ہی نہیں کیا جبکہ جس سے مستغنی، بے پروا اور لاتعلق رہنے کی بارہا تاکید کی گئی، میں اسی کے پیچھے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھاگتا رہا۔ اللہ نے جس چیز کا وعدہ کر رکھا تھا، یعنی رزق دینے کا، اس کے لیے میں نے اپنی ساری زندگی کھپا دی لیکن جس چیز کا اس نے وعدہ نہیں کیا تھا، یعنی مغفرت اور جنت دینے کا، بلکہ وہ مجھے اپنے اعمال سے حاصل کرنا تھی، تو اس کی میں نے پرواہ ہی نہیں کی۔ ایسے عالم میں انسان کو نہ دنیا ہی ملتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کسی کام کا رہتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ❁ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ❁﴾ [ھود: 15، 16]

"جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت (حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ایسوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی پورا پورا دے دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں ماسوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔"

اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ))

"آخرت (کی زندگی کو بہتر بنانا) جس کی فکر اور غم بن گیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں دنیا سے بے رغبتی ڈال دیتا ہے، اس کے کاموں کو اکٹھا کر دیتا ہے اور دُنیا اس کے پاس رُسوا ہو کر آتی ہے۔ لیکن جس شخص کی فکر اور غم صرف دُنیا ہو،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ اس کے فقر کو اس کی آنکھوں کے درمیان میں رکھ دیتا ہے، اس کے کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور اسے دُنیا بھی بس اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے نصیب میں لکھی گئی ہوتی ہے۔''

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، ح: 2465

لہٰذا دنیوی زیب وزینت سے بے رغبت ہو جائیے، دنیا کی جاہ وحشمت کو دیکھ کر کبیدہ خاطر مت ہوں بلکہ اسے آخرت کے امتحان میں کامیابی پانے کے لیے ایک امتحان گاہ سمجھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ مومن کا حقیقی اور دائمی ٹھانہ جنت ہے۔ دنیا میں صرف وہی جی لگاتا ہے جس کی نظر میں اُخروی زندگی کی اہمیت اجاگر نہیں ہوتی۔ اس لیے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے اللہ کی محبت کا حصول ممکن بنانا چاہیے۔ واضح رہے کہ دنیا سے بے رغبتی کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان سب سے الگ تھلگ ہو کر گوشہ نشین ہو جائے، نہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ رہبانیت کی علامت ہے۔ دنیا سے بے رغبتی کا مطلب فقط یہ ہے کہ جو کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے حلال اور جائز ذریعے سے میسر ہو اسی پر قناعت کرنی چاہیے اور حرام و ناجائز ذرائع سے مال اکٹھا کرنے کی حرص ہرگز نہیں رکھنی چاہیے، اور دنیا کی زیب وزینت اور جاہ وحشمت سے قطعاً مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔

اب ہم ان اسباب و ذرائع اور عوامل کا تذکرہ کریں گے جن کے ذریعے سے انسان دُنیا سے بے رغبت رہتا ہے اور اس کے نفس میں استغناء پیدا ہو جاتا ہے۔

① حیاتِ رسول ﷺ کا مطالعہ:

ہر مسلمان کی زندگی کا آئیڈیل اور اُسوہ نبی کریم ﷺ کی ذات اور حیات ہی ہونی چاہیے۔ اپنے ہر معاملے میں اس کا معیار فقط یہی ہونا چاہیے کہ میرے محبوب ﷺ نے اس سلسلے میں کیا طریقہ اپنایا تھا۔ لہٰذا دُنیا کی زیب وزینت اور جاہ وحشمت سے متعلق بھی ہم رسولِ کریم ﷺ کی زندگی سے ہی راہنمائی لیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا، جس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی تھے۔ اس فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

إِنَّ اللّٰهَ يُخَيِّرُكَ بَيْنَ أَنْ تَكُونَ عَبْدًا نَبِيًّا وَبَيْنَ أَنْ تَكُونَ مَلَكًا نَبِيًّا.

''اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ (اس کے) بندے ہو کر پیغمبر رہیں، یا پھر فرشتے بن کر پیغمبر رہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، جیسے اُن سے اس سلسلے میں مشورہ لے رہے ہوں۔ تو انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ آپ تواضع اختیار کیجیے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَلْ أَكُونَ عَبْدًا نَبِيًّا))

''بلکہ میں بندہ ہو کر ہی پیغمبر رہوں گا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بات کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرما جانے تک کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔

[صحیح] البداية والنهاية: 6/ 50 ـ السنن الكبرى للبيهقي: 13327 ـ المعجم الكبير للطبراني: 10/ 288

یعنی اس قدر احتیاط کہ بہت اعلیٰ اور رنگارنگ کھانے تو درکنار رہے، ٹیک لگا کر کھانے سے بھی اجتناب کیا، کہ کہیں اس سے دُنیاداری نہ چھلک پڑے اور بھی تواضع وانکساری کا پہلو ختم نہ ہو جائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَا أَوَّلُ طَعَامٍ أَكَلَهُ أَبُوكِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''پچھلے تین دن سے یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے بابا کھانے لگے ہیں۔''

[حسن] مسند أحمد: 13223 ـ المعجم الأوسط للطبرانی: 4856

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰى قُبِضَ.

''محمد ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آپ کے اہلِ خانہ نے مسلسل تین دن تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، حتیٰ کہ آپ رحلت فرما گئے۔''

صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب ما کان النبی ﷺ وأصحابه یأکلون، ح: 5416 ـ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، ح: 2970

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ:

إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ، إِنْ هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ.

''ہم آلِ محمد ﷺ مہینہ مہینہ یوں گزار دیتے تھے کہ آگ تک نہیں جلاتے تھے، بس کھجور اور پانی پر گزر بسر ہوتی تھی۔''

صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، ح: 2972

جب ہمارے آئیڈیل کے گھر کی یہ حالت رہا کرتی تھی تو پھر ہم کیوں اس کے لیے دوڑ دھوپ کرتے رہتے ہیں؟ بس اتنی سی بات یاد رکھیے کہ اگر دُنیا کی زینت ودولت میں ذرا سی بھی خیر و بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی سب سے محبوب ہستی نبی کریم ﷺ کو کبھی اس سے محروم نہ رکھتے۔

② صحابہ کرام کی سیرت کا مطالعہ:

رسولِ گرامی ﷺ کی سب سے سچے پیروکار حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے۔ انہوں نے جملہ امور میں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کامل کوشش کی۔ دُنیا سے بے رغبتی میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھی ان کے سامنے رسولِ مکرم ﷺ ہی کی زندگی بہ طورِ نمونہ تھی۔ یہی وجہ تھی انہوں نے بھی فتوحات حاصل کرنے کے باوجود بھی فقیرانہ اور درویشانہ زندگی بسر کی۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، وَهُوَ خَلِيفَةٌ ، وَعَلَيْهِ إِزَارٌ فِيهِ ثِنْتَا عَشْرَةَ رُقْعَةً.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے تو ان کے تہہ بند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے، حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔''

[إسناده صحيح] حلية الأولياء: 1/ 52

اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک دِن کہنے لگیں: ابا جان! آپ ان کپڑوں کی بہ جائے کچھ نرم کپڑے پہن لیا کریں اور کھانا بھی تھوڑا سا عمدہ کھایا کریں، کیونکہ اب اللہ تعالیٰ نے (فتوحات کے ذریعے) آپ کو فراخی عطا کر دی ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

أَمَا تَذْكُرِينَ مَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْقٰى مِنْ شِدَّةِ الْعَيْشِ.

''کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس قدر کٹھن زندگی بسر کی ہے۔''

آپ یہی بات ان سے بار بار کہتے رہتے، یہاں تک کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں۔

[إسناده حسن] شعب الإيمان للبيهقي: 10121

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا هَانَتْ عَلَيْهِ الْمُصِيبَاتُ ، وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِي الْخَيْرَاتِ.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’جو شخص دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے اس پر مصیبتیں بڑی آسان ہو جاتی ہیں اور جو شخص آخرت پر نگاہ رکھ لیتا ہے وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے لگتا ہے۔‘‘

موسوعة ابن أبی الدنیا: 1/ 92

جعفر بن سلمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کے گھر میں اِدھر اُدھر نگاہ دوڑانے لگا، پھر پوچھا: اے ابوذر! آپ کا سامان وغیرہ کدھر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم نے ایسا گھر منتخب کیا ہے جس میں یہاں سے بہترین سامان موجود ہے۔ وہ کہنے لگا: پھر بھی ضرورت کا سامان تو ہونا چاہیے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ صَاحِبَ الْمَنْزِلِ لَا يَدَعُنَا فِيهِ.

’’مکان کے مالک نے ہمیں یہاں رہنے ہی نہیں دینا (تو پھر ضرورت کا سامان بھی کیا کرنا؟)‘‘

[إسناده حسن] شعب الإيمان للبيهقی: 10121

ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان سنہرے نقوش کی پیروی کرتے ہوئے اپنی زندگی کو ایسے ہی انداز میں ڈھال لینا چاہیے۔

وَكُلُّ خَيرٍ فِي اتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ
وَكُلُّ شَرٍّ فِي ابْتِدَاعِ مَنْ خَلَفَ

’’ہر قسم کی خیر و بھلائی سلف کی اتباع میں ہے
اور ہر قسم کی برائی خلف کی بدعت سازی میں ہے۔‘‘

③ اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین:

یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق دینے کا وعدہ کر رکھا ہے، بلکہ جانوروں اور حشرات کا بھی وہی پیٹ پال رہا ہے۔ جنگل بیابان میں رہنے والے جانور ہوں، سمندر میں تیرنے والی مخلوق ہو یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے ہوں، سب کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ ہی رِزق دیتا ہے۔ پھر یہ بھی غور کیجیے کہ جس جانور کی جیسی خوراک ہے اسے وہی مل رہی ہے۔ اگر کوئی چارہ کھاتا ہے تو اسے چارہ ہی مل رہا ہے، اگر کوئی گوشت کھاتا ہے تو اللہ اس کے لیے گوشت کا ہی انتظام کر رہا ہے، اگر کسی کی خوراک دانہ دُنکا ہے تو اللہ اسے وہی دے رہا ہے۔ غرضیکہ کوئی بھی ذی رُوح شے بھوکی نہیں رہ رہی، سوائے انسان کے، کیونکہ انسان کا اپنے پروردگار کے وعدے پر ایمان اور یقین نہیں ہے۔ اگر یہ ایمان مضبوط ہوتا تو حیوانات وحشرات کی طرح انسان کو بھی رِزق ملتا رہتا۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے دشمنوں اور منکروں کو بھی رِزق دیتا ہے بلکہ اکثر اوقات تو اپنے ماننے والوں سے بھی بڑھ کر انہیں دیتا ہے، کیونکہ ان کے انسانوں سے کیے ہوئے اچھے کاموں کا صلہ انہیں دنیا میں ہی مل جائے گا، آخرت میں ان کے لیے کوئی جزا نہیں ہوگی، جبکہ مومن کے لیے آخرت ہی اصل ٹھکانہ ہے۔ دنیا کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں، دنیا صرف دارالامتحان ہے، جس میں رہ کر آخرت کی زندگی کو بہتر بنانے کی تیاری کرنی ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ))

”اگر اللہ کے ہاں دُنیا مچھر کے ایک پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔“

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء فی هوان الدنيا على الله عز وجل، ح: 2320

چونکہ دنیا کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیمانہ ہی نہیں بنایا کہ یہ صرف مومنوں کو ملے گی اور کافروں کو نہیں جبکہ آخرت کا بہترین مقام بڑی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ صرف مومنوں کے لیے رکھا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

④ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل:

انسان کا جب اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ دنیا کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے اور دُنیا اس کے ہاتھ نہیں آتی۔ اسی دوڑ دھوپ میں اس کی زندگی تمام ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اطمینان اور سکون والی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کریں اور کسبِ معاش کو مقصد حیات بنانے کی بہ جائے اپنی زندگی کے اصل مقصد، یعنی اللہ کی بندگی کے لیے کوشاں رہیں، رِزق کا بندوبست وہ خود کر دے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: 3]

''جو شخص اللہ پر توکل کر لیتا ہے، اس کو وہ کافی ہو جاتا ہے۔''

یعنی اللہ پر توکل کرنے والے کو اپنا پیٹ بھرنے کے لیے مارا مارا پھرنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اس کا انتظام وانصرام اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہو جاتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا))

''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرنے لگو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تمھیں اس طرح رزق سے نوازیں گے جس طرح وہ پرندے کو رزق عطا فرماتے ہیں کہ وہ صبح سویرے بھوکے پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتا ہے۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب فی التوكل على الله، ح: 2344 - سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب التوكل واليقين، ح: 4164

ہم جب خود کو توکل کی صفت سے متصف کر لیں گے تو ہماری نگاہ میں دُنیا کی قدر و قیمت خود بہ خود ہی کم ہو جائے گی اور ہم اس عارضی و فانی جگہ کو بنانے اور سنوارنے کی بہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جائے آخرت کی بہتری کے لیے تگ ودو میں مصروف ہو جائیں گے اور یہی ہر مومن سے مقصود ہے۔

⑤ تقدیر پر ایمان:

تقدیر پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے انسان دُنیا کمانے میں اپنا آپ کھپا دیتا ہے۔ اگر ایک مسلمان کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ اسے ضرور مل کر رہے گا اور جو اس کی قسمت میں نہیں ہے وہ اسے قطعاً نہیں مل سکتا، خواہ اس کے لیے کتنے ہی پاپڑ بیل لے، تو اس کی تمام تر معاشی پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ))

''جان لو! اگر ساری اُمت تمہیں نفع پہنچانے پر اکٹھی ہو جائے تو نفع نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر ساری اُمت تمہیں نقصان پہنچانے پر اکٹھی ہو جائے تو تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة، باب حديث حنظلة، ح: 2516

اس فرمان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندۂ مسلم کو اللہ تعالیٰ اور اپنی تقدیر پر کامل ایمان رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے، کہ اگر ساری اُمت اکٹھی ہو کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانے کے لیے دنیا کے تمام اسباب ووسائل بھی بروئے کار لے آئے تو تب تک تمہیں کسی فائدے سے ہمکنار نہیں کر سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اِذن نہ ہو، ہاں اگر وہ تمہیں کچھ فائدہ دے بھی سکیں گے تو بس اسی قدر ہی دے سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھا ہوگا، اس سے زیادہ وہ تمہیں کوئی نفع نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اگر ساری اُمت مل کر تمہیں کوئی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نقصان پہنچانا چاہے اور اس کے لیے خواہ وہ جتنے بھی طریقے اور ہتھکنڈے استعمال کر لیں، وہ تمہیں کسی نقصان سے دوچار نہیں کر پائیں گے، ہاں اگر ان سے کچھ ہو پایا تو وہ بھی بس اتنا ہی ہوگا جتنا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہوگا۔ لہٰذا مال کمانے میں بھی مناسب محنت ضرور کرنی چاہیے لیکن اپنی جان کو جوکھوں میں نہیں ڈال دینا چاہیے، کیونکہ جو آپ کے نصیب میں ہے وہ ضرور مل کر رہے گا اور جو نصیب میں نہیں ہے وہ شب و روز کی کوشش کے بعد بھی نہیں مل سکتا۔

⑥ دُنیا امتحان اور آزمائش کا گھر:

کبھی ایسا ہوا ہے کہ کوئی شخص امتحانی سنٹر میں جائے اور پھر اس کا جی چاہے کہ وہ وہاں سے واپس اپنے گھر نہ آئے؟ ہرگز نہیں! بلکہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جلد از جلد اس امتحان سے فارغ ہو کر اپنے گھر چلا جائے۔ ایک مومن کو دنیا کے معاملے میں بھی یہی سوچ اور فکر رکھنی چاہیے کہ یہ چونکہ میرے امتحان اور آزمائش کا گھر ہے اس لیے یہ میرا اصل گھر نہیں ہو سکتا بلکہ میں اصل گھر کو بہتر بنانے کی تیاری کے لیے یہاں آیا ہوا ہوں، تاکہ اس امتحان کا نتیجہ وہاں مجھے بہترین طور پر مل سکے، میں وہاں زیادہ سے زیادہ نمبر لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ حاصل کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [الکھف: 7]

''زمین پر جو بھی سروسامان ہم نے بنایا ہے اس کو زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔''

آزمائشوں سے تو انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہے بلکہ جو شخص دینی لحاظ سے جس قدر آگے ہوگا اس کی آزمائش اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ جیسا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس پر آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْأَنْبِيَاءُ ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ ، يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا ، اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ، ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ ، حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ)).

''انبیاء پر، پھر جوان کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر جوان کے بعد افضل ہیں۔ بندے پر اس کے دِین کے لحاظ سے ہی آزمائش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر اس کا ایمان نرم ہو تو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش ہوتی ہے۔ بندے پر آزمائش آتی رہتی ہے، حتیٰ کہ اسے ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔''

[حسن صحيح] سنن الترمذی ، أبواب الزهد ، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء ، ح: 2398 ۔ سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب الصبر علی البلاء ، ح: 4023

اس حدیث مبارکہ سے تین عظیم سبق حاصل ہو رہے ہیں:

① ...... دنیا آزمائش کا گھر ہے، لہٰذا مالی تنگی آنے پر پریشان نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اس جہان کو اصل اور ہمیشگی کا مقام سمجھنا چاہیے۔

② ...... مالی تنگی، مصیبت، پریشانی یا بیماری آنے پر پریشان نہیں بلکہ مطمئن اور خوش ہونا چاہیے کہ اللہ کے ہاں ہمارا مرتبہ کچھ نہ کچھ بلند ہے، تبھی تو ہم پر آزمائش آئی ہے۔

③ ...... اس پر بھی خوش ہونا چاہیے کہ اس آزمائش کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو شخص ان تین عظیم فوائد کو پیش نظر رکھ لیتا ہے، ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ دنیا سے جی لگا لے، بلکہ اس کی نگاہ میں دُنیا ہیچ ہو جاتی ہے اور اُخروی زندگی اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔

⑦ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھنا:

دُنیا سے بے رغبتی اور دِل میں استغناء پیدا کرنے میں سب سے بڑا معاون امر یہ ہے کہ انسان مال و دولت، جاہ و منصب اور دُنیوی امور میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو نہ دیکھے بلکہ کم مرتبے والے کو دیکھے، تا کہ اس کے دِل میں حسرت، نا اُمیدا اور حرص پیدا ہی نہ ہو سکے، بلکہ اس سے اللہ کی نعمت پر شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی خاص نصیحت کی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ((اُنْظُرُوا فِی الدُّنْيَا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ فَوْقَكُمْ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))
>
> ''دنیوی معاملات میں اپنے سے کم مرتبے والے شخص کو دیکھو، اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے۔''

صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، ح: 2963

یعنی جب بھی ہم ایسے شخص کو دیکھیں گے جو مال و دولت، مقام و مرتبے یا صحت و تندرستی میں ہم سے کم ہوگا تو ہمارے دِل میں خود بہ خود اس نعمت کی قدر پیدا ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہوئی ہو گی لیکن اُس شخص کو اس سے محروم رکھا ہو گا، نیز ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں گے، احساسِ کمتری سے محفوظ رہیں گے اور دنیا کی حرص سے بچ جائیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑧ زُہد وقناعت کی فضیلت:

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے میں معاون امر یہ بھی ہے کہ انسان زُہد وقناعت کی کو یاد رکھے۔ یوں اس کے دل میں اُخروی انعامات کے حصول کا شوق بیدار رہتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اس فانی زندگی میں جی لگانے سے گریز کرتا ہے اور اپنے دائمی مقام، جنت کو حاصل کرنے کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔

یہ بات ہر مسلمان کو دِل ودماغ میں راسخ کر لینی چاہیے کہ دنیا سے جس قدر بے رغبتی اختیار کرو گے، دُنیا اتنا ہی تمہارے پیچھے آئے گی۔ صرف دُنیا ہی نہیں ملے گی بلکہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی محبت بھی حاصل ہوگی۔ جیسا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے درخواست کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ جسے کرنے سے مجھے اللہ تعالیٰ کی اور تمام لوگوں کی محبت حاصل ہوجائے۔ تو اسے آپ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی:

((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ))

''دنیا سے بے رغبت ہوجاؤ؛ تم سے اللہ محبت فرمانے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس موجود ہے اس سے بے نیاز ہوجاؤ؛ تم سے لوگ محبت کرنے لگیں گے۔''

[صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الزهد فى الدنيا، ح: 4102

اسی طرح حرص وطمع کے بغیر بہ قدرِ ضرورت مال کمانا برکت کا باعث بن جاتا ہے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو لیکن بہت سے مال پر بھاری ہوتا ہے جبکہ مال کی لالچ پال کر اس کو کمانے کے لیے دن رات ایک کردینا بے برکتی کا ذریعہ بن جاتا ہے، پھر خواہ لاکھوں کروڑوں بھی کما لیے جائیں وہ برکت سے خالی ہونے کی وجہ سے کسی کام کے نہیں ہوتے، بلکہ بہت جلد ختم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہو جاتے ہیں اور انسان کی دوڑ دھوپ ختم نہیں ہوتی۔سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ (مال) دے دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (مال) دے دیا۔ میں نے پھر سوال کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے (اور) دے دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دے دیا اور ساتھ ہی فرمایا:

((يَا حَكِيمُ ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ، فَمَنْ أَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهٗ فِيهِ ، وَمَنْ أَخَذَهٗ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيهِ ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ))

''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال بہت خوبصورت اور بڑا میٹھا ہے، جو اس کو نفس کی سخاوت (یعنی بغیر حرص وطمع) کے ساتھ لے گا تو اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو شخص نفس کے طمع ولالچ کے ساتھ لے گا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا چلا جاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

صحيح البخاری ، كتاب الرقائق ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: هذا المال خضرة حلوة ، ح: 6441 ـ صحيح مسلم ، كتاب الكسوف ، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى ، ح: 1035

⑨ بہ قدرِ کفایت پر قناعت:

قناعت سے بڑی دولت کوئی نہیں ہے۔انسان کو جتنا اللہ تعالیٰ عطا فرمادے اسی پر صبر شکر کرتے ہوئے قبول کر لینا اور خوش ہو جانا۔ اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ روزانہ کا کھانا دے رہا ہے، خواہ اگلے دِن کے لیے اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ اسی پر راضی اور خوش رہے، کیونکہ اگلے دن کا انتظام کرنا بھی اسی کی ذِمہ داری ہے جس نے آج کا انتظام کیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کی زندگی پریشانیوں سے دُور اور خوشیوں سے بھرپور ہوتی ہے جس کو قناعت کی دولت میسر ہو۔ یہ وصف نہ صرف دنیا کی زندگی میں انسان کو راحت وسکون اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کو بہ آسانی نجات سے ہم کنار کرے گا، کیونکہ دنیا میں جتنی کم عیش کی ہوگی آخرت میں اتنا ہی کم حساب دینا پڑے گا۔ گویا زُہد و قناعت اللہ کے حضور میں حساب دینے کو آسان بنا دیتا ہے اور جس کا حساب آسان ہو جائے گا، اس کے لیے جنت میں جانا بھی آسان ہو جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ ، وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ))

''جس شخص نے اسلام قبول کرلیا، اسے بقدرِ کفایت رِزق مل گیا اور اللہ کے دِیے پر اس نے قناعت اختیار کی تو وہ کامیاب ہوگیا۔''

صحیح مسلم ، کتاب الزکاۃ ، باب فی الکفاف والقناعۃ ، ح: 1054

⑩ جواب دہی کا احساس:

بندے کے دِل میں اپنی ذِمہ داری کے متعلق جواب دہی کا احساس بیدار رہے تو بہت سی کوتاہیوں سے خود ہی محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان میں یہ احساس مرنے نہ پائے کہ میں یہاں دنیا میں جو جو آسائش حاصل کروں گا، جس جس نعمت کا لطف اٹھاؤں گا اور جتنی بھی فراخی وکشادگی سے زندگی گزاروں گا، ان سب کے متعلق کل قیامت کے دِن مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے، تو یقین جانیے کہ اس کی نظر میں دُنیا کی آسائشیں اور آرائشیں بالکل سطحی پوزیشن پر آ جائیں گی اور وہ انہیں کبھی اہمیت نہیں دے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں، باوجود حکمران اور فاتح ہونے کے، اسی وجہ سے سادہ اور زاہدانہ ہوتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ ان میں جواب دہی کا احساس اجاگر کرتے ہی رہتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی باہر ہی تھے۔ اس وقت تم دونوں گھر سے باہر کیوں نکلے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا: بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے فرمایا: میں بھی اسی وجہ سے باہر نکلا ہوں۔ پھر آپ ﷺ ان دونوں کو اپنے ہمراہ لے کر ایک انصاری کے گھر آئے۔ وہ اس وقت گھر میں موجود نہیں تھے۔ جب ان کی بیوی نے دیکھا تو بولی: خوش آمدید۔ آپ ﷺ نے اس کے خاوند کا پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری صحابی آگئے اور آپ کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دیکھ کر بولے: الحمدللہ! آج مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے پاس ایسے معزز مہمان آئے ہوں۔ پھر انہوں نے خشک اور تازہ کھجوروں کا ایک خوشہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور چھری پکڑ کر بکری ذبح کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ انصاری صحابی نے ایک بکری ذبح کی۔ پھر سب نے اس کا گوشت کھایا اور پانی نوش فرمایا۔ پھر جب سبھی کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا۔“

صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غیره إلی دار من یثق برضاه بذلك، ح: 2038

خطبہ رائٹر
حافظ فیض اللہ ناصر
03214697056

خطبہ حاصل کرنے کے لیے
03034125519
03014843312
03424449009

تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)
03015989211

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com